

## چھبیسویں پارے کا مختصر جائزہ

<"xml encoding="UTF-8?>



چھبیسویں پارے کا مختصر جائزہ

چھبیسویں پارے کے چیدہ نکات

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالدَّيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعْتُهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا سورة الأحقاف

محمد بن اسحاق نے سیرت میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ عثمان کے سامنے ایک عورت کو لایا گیا جس کے یہاں چھ مہینے میں بچہ پیدا ہو گیا تھا تو انہوں نے سنگسار کرنے کا حکم دیدیا، اتنے میں حضرت علی آگئے اور انہوں نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے اس نے رضاعت کا زمانہ دو سال قرار دیا ہے اور رضاعت و حمل کا زمانہ تیس مہینے کا قرار دیا ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ حمل کا کم سے کم زمانہ چھ مہینے ہوتا ہے لہذا اس پر حد جاری کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

عثمان نے کہا کہ یہ استنباط تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا اور یہ کہہ کر فیصلہ بدل دیا، اس واقعہ سے صاف اندازہ ہو جاتا ہے کہ پیغمبر اسلام نے قرآن کے ساتھ اہلبیت کو کیوں چھوڑا تھا اہلبیت قرآن کے ان اسرار و رموز سے باخبر ہیں جنہیں امت کا کوئی قاری یا حافظ نہیں سمجھ سکتا ہے اور نہ ایسے افراد کو جامع قرآن کہنے کوئی جواز ہے۔

وَإِذْ صَرَقْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمْعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوَا إِلَى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِينَ ۝١٢٩ ۝ سورة الأحقاف

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر جنات کا ذکر کیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ایک مخلوق ہے جس

کے حالات انسانوں کے حالات سے ملتے جلتے ہیں اور اس کے دریافت کرنے کا ذریعہ بھی وحی الہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اس لئے کہ یہ مخلوق عام طور سے مشاہدہ سے بالاتر ہے ۔

سورہ جن میں اس قوم کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ موجود ہے، غرض تخلیق کے بیان میں بھی اس کا ذکر آیا ہے، شیاطین کی اقسام میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے، خود شیطان کے بارے میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا تعلق قوم جن سے تھا لیکن اس مقام پر جس تذکر کو پیش کیا گیا ہے وہ انسانوں کیلئے باعث عبرت ہے کہ جنات کے گروہ نے جیسے ہی قرآن کو سنا خود بھی ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو بھی ہدایت دینے کیلئے تیار ہو گئے اور داعی اللہ کی آواز پر لبیک نہ کہنے کے نتائج سے بھی باخبر کرنے لگے لیکن انسان اشرف مخلوقات ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود مسلسل آیات قرآنی کو سنتا ہے لیکن اس کے دل و دماغ پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے، ایسے انسانوں سے تو یہ جنات ہی بہتر ہیں ۔

واضح رہے کہ جنات کے وجود کا ثابت ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ روزانہ جتنے واقعات جنات کے بارے میں پیش آتے ہیں اور جس طرح جنات چڑھائے اور اتارے جاتے ہیں یہ سارے واقعات صحیح اور مطابق عقل و منطق ہیں، ان واقعات کی اکثریت تو بہر حال وہم و گمان کے علاوہ کچھ نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا اثر صرف جاہل عوام پر ہوتا ہے اور انہیں پر جنات آتے رہتے ہیں ورنہ صاحبان علم فضل پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے ۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُنَبِّئُ أَفْدَامَكُمْ ﴿٧﴾ سورة محمد**

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خدا نے صاحبان ایمان سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ ان کی مددکرتا بھی ہے چاہیے فتح کی صورت میں ہو یا بقاء دوام کی صورت میں یا کسی اور صورت میں لیکن یہ سب اس بات سے مشروط ہے کہ پہلے بندہ اسکی مدد کرے اور اس کے دین کے کام آئے ورنہ قربانی کے بغیر خداکسی طرح کی امداد کا ذمہ دار نہیں ہے اور انجام کار تباہی و بربادی اور ذلت و رسوانی کے سوا کچھ نہیں ہے، دور حاضر میں مسلمانوں کی نکبت کا راز یہی ہے کہ وہ دین خدا کی امداد نہیں کرتے اور خدا سے غیبی امداد کے امیدوار رہتے ہیں اور اس طرح دشمن کو موقع مل جاتا ہے اور وہ ان کی کابلی اور بے غیرتی سے فائدہ اٹھا کر انہیں مختلف قسم کی ذلتیں میں مبتلا کر دیتا ہے ۔

**وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَنْتَمِّنُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالثَّالِثُ مَثُوا لَهُمْ ﴿١٢﴾ سورة محمد**

امیر المؤمنین سے نرج البلاغہ میں انتہائی حسین جملہ مرقوم ہے کہ فرمایا۔ خدا نے مجھے اس لئے نہیں پیدا کیا ہے کہ مجھے بہترین غذائیں اپنی طرف متوجہ کر لیں جس طرح کہ بندھا ہوا جانور صرف چارہ کھانا بی جانتا ہے اور آزاد جانور صحراء کا کوڑا کرکٹ چباتا ہے کہ وہ چارہ سے پیٹ تو بہر لیتا ہے لیکن مقصد کی طرف سے بالکل آزاد اور غافل ہوتا ہے؛ رب کریم ہر مسلمان کو ان فقرات سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق کرامت فرمائے۔

**وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا حَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا      أُولَئِكَ الَّذِينَ طََبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَأَنْبَغُوا أَهْوَاءَهُمْ ﴿١٦﴾ سورة محمد**

یہ انداز ہر دور کے مسخرے اہل حق کے ساتھ اختیار کرتے ہیں کہ جب ان کے بیانات کو سن کر باہر نکلتے ہیں تو مخلصین پر یہ طنز کرتے ہیں کہ پتہ نہیں کیا کہہ رہے تھے، ہم تو کچھ بھی نہیں سمجھے، پتہ نہیں تم لوگ کیا سمجھے گئے ہو جو ان کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔

**وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ فَتُنْصِبَّيْكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةً بِغَيْرِ عِلْمٍ لَّيْدُخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٢٥﴾ سورۃ الفتح**

۷۵ میں مسلمان عمرۃ القضاۓ کے عنوان سے مکہ میں داخل ہوئے اور کفار نے کسی طرح کی مذاہمت نہیں کی اور مسلمانوں نے بھی خاموشی سے عمرہ ادا کر لیا تو یہ خدا کی وہ مخصوص رحمت تھی جس کا وعدہ کیا گیا تھا ورنہ یہ وہی ظالم تھے جنہوں نے ۶۵ میں انسان تو انسان قربانی کے جانوروں کو بھی مکہ کے اندر داخل نہیں ہونے دیا تھا۔

پورڈگار عالم نے اس موقع پر جنگ و جدال کو اس لئے روک دیا کہ مکہ میں ایسے افراد بھی موجود تھے جو ایمان کا اظہار نہیں کرتے تھے تو یہ خطرہ بالکل واضح تھا کہ مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں ان کا بھی قتل عام ہو جاتا اور اس طرح اسلام کا شدید نقصان ہو جاتا، پھر جو دوسرے لوگ اسلام میں داخل ہونے والے تھے وہ بھی اس نعمت سے محروم رہ جاتے اس لئے قدرت نے جنگ کو روک کر انہیں بھی رحمت خدا میں داخل ہونے کا موقع دے دیا۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نگاہ قدرت میں تقیہ کا ایمان اس قدر عزیز اور قیمتی ہے کہ اس کی خاطر جنگ کو معطل کر دیا گیا ورنہ جہاد ہو جاتا تو اعلان والے تو بچ جاتے لیکن تقیہ والے بہرحال ختم ہو جاتے جسے رب العالمین نے پسند نہیں کیا تو اب کسی مسلمان کو تقیہ کے ایمان پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔

**إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَاءُكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَيْمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾ سورۃ الحجرات**

اسلام میں فضیلت اور شرافت کا معیار قوم و قبیلہ نہیں ہے بلکہ تقوی و کردار ہے، جہاں پسروج غرق کر دیا جاتا ہے اور سلمان کو اہلبیٹ میں شامل کر لیا جاتا ہے، نسبی شرافت پر اکٹھے والے بدکردار افراد آیت کریمہ کی تعلیم سے سبق لیں اور اسلام کے مزاجِ فضیلت کو پیچانیں۔

**يَمْنُونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمْنُوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمْنُ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَأْكُمْ لِإِلَيْمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ سورۃ الحجرات**

بد قسمتی یہ ہے کہ خدا نے ایمان کی ہدایت دی اور یہ اسلام ہی پر رک گئے اور اس پر بھی خدا پر احسان جتنا ہے لگے کہ ہم اسلام لائے ہیں جب کہ تقاضائے انسانیت و شرافت یہ تھا کہ خدا کے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے منزل ایمان تک پہنچ جاتے اور پھر کسی عقیدہ میں شک نہ کرتے اور راہ خدا میں جان و مال کی قربانی بھی دیتے، نہ بخل سے کام لیتے اور نہ میدانِ جنگ سے فرار اختیار کرتے۔

**وَسَبَّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طَلْوِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرْبِ ﴿٣٩﴾ وَمِنَ اللَّيلِ فَسَبَّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿٤٠﴾ سورۃ ق**

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ اوقات نماز کی طرف ایک اشارہ ہے کہ طلوع صبح سے پہلے نماز پڑھی جائے اور غروب سے پہلے نماز عصر پھر رات کے اوقات میں مغرب اور عشاء ادا کی جائے اور نمازوں کے بعد نوافل ادا کیے جائیں کہ یہ سب تسبیح پروردگار کے بہترین مصادیق ہیں جہاں نفلی تسبیح بھی ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ عملی تسبیح بھی ہوتی ہے ۔

لیکن اس تفصیل میں نماز ظہر کا کوئی ذکر نہیں ہے جو واجبات میں سب سے پہلی نماز ہے اور اسے صلوٰۃ وسطیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے ہو سکتا ہے کہ قبل الغروب میں ظہر و عصر دونوں شامل ہوں لیکن اس طرح تو دونوں نمازوں کے ایک ساتھ ادا کرنے کا حکم ظاہر ہوتا ہے جس طرح کہ مغرب و عشاء کا تذکرہ بھی ایک ہی لفظ میں کیا گیا ہے اور الگ اوقات کا کوئی اشارہ نہیں ہے اور حقیقت امریکی یہی ہے کہ قرآن مجید میں نمازوں کے الگ الگ ادا کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے خدا جانے اس عادت پر مسلمانوں کا اصرار کیوں ہے اور وہ اسے جواز بی کی حد تک کیوں نہیں رہنے دیتے جس کے بعد ہر مسلمان کو اختیار ہے چاہے الگ الگ پڑھے یا ملا کر پڑھے ۔

### إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٥﴾ سورة الذاريات

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صاحبان تقوی کے لئے باغات ہیں، چشمے ہیں، اللہ کی نعمتیں ہیں، لیکن ان متقین سے مراد وہ افراد ہیں جن کے پاس فقط ظاہر داری اور نمائشی تقوی نہیں ہے بلکہ ان کا کردار نیک ہے، وہ راتوں کو آرام کرتے ہیں، سحر کے وقت اٹھ کر نسیم سحری سے لطف اندوز ہونے کے بجائے استغفار کرتے ہیں، دولت جمع کرنے یا گھر کی رونق بڑھانے کے بجائے اپنے مال میں غرباء کا ایک حق سمجھتے ہیں اور ان میں مال تقسیم کر دیتے ہیں جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ رات بھر سو کر نماز صبح تک کھانا جانے والے اور رات کی بیداری کو استغفار کے بجائے فلموں کے حوالے کر دینے والے اور غرباء و فقراء کا حق دینے کے بجائے خمس و زکوٰۃ کو ہضم کر کے تعیش آمیز زندگی گزارنے والے کسی قیمت پر متقی نہیں ہیں اور نہ ان کا جنت وکوثر سے کوئی تعلق ہے۔